OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

چترال میں پائے جانے والے توہمات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تنقیدی جائزہ

A Critical Review of the Superstations Found in Chitral in the Light of Islamic Teachings

Muhammad Ghayas Uddin
Assistant Professor, Department of Islamic Studies at Govt. College Chitral
muhammadghayas88@gmail.com

Fayaz Muhammad
Ph. D Research Scholar, SBBU Sheringal
fayazwardag@gmail.com

Zabih Ullah
Ph. D Research Scholar, SBBU Sheringal
Zabihullah50@gmail.com

Abstract

Humans are always influenced by the things around them and the ideas of others. Although this is logically correct however, as a follower of heavenly religion, we are bound to not follow everything or theory that is against the principles of the religion of Islam. Therefore, it is necessary for us to examine the actions and thoughts around us in the light of the Quran and Hadith and follow those that are in accordance with the Quran and Sunnah and avoid those that are against the Quran and Sunnah. One of the spiritual diseases that arise in our society due to the environment is superstition. Although the disease of superstition is found in all societies, unfortunately this disease is very prevalent in the society of Pathans.

In this article, along with the literal and terminological definition of superstition, the superstitions found in the Chitrali society will be reviewed from the Shariah point of view.

Reading this article will help to avoid the superstitions found in Chitrali society, Inshallah.

Keywords; Superstations, Chitral, Islamic Teachings, Humans, Critical Review

CC BY

تعارف:

توہم پرستی کو بدشگونی بھی کہا جاتا ہے، اور یہ ایک ایسی ذہنی وروحانی بیماری ہے جو زمانۂ جاہلیت سے لے کر آج تک لوگوں میں پائی جاتی ہے، عصرِ حاضر میں تعلیم و تحقیق و تنقید کے میدان میں خوب ترقی کے باوجود عوام وخواص ہر طرح کے لوگوں میں توہم پرستی کسی نہ کسی درجے میں پائی جاتی ہے یوں ہر طبقے وہر علاقے کے لوگ مختلف قسم کی توہم پرستی میں مبتلا ہوتے ہیں، خصوصاً پشتون قوم کے لوگوں میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے، جیسا کہ ایک انگریز مؤرخ نے لکھا ہے کہ پٹھانوں کی توہم پرستی ضرب المثل ہے۔ [1]، چترال بھی صوبہ خیبر پختونخواہ کا ایک علاقہ ہے، اس میں بھی توہم پرستی اور بدشگونی کی بیماری لوگوں میں عام ہے۔

ذیل کے سطور میں پہلے توہم کی لغوی واصطلاحی تعریف ذکر کی جائے گی، اس کے بعد چترال میں پائے جانے والے توہمات کو بیان کرنے کے بعد ان کا شرعی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

توہم کی لغوی تعریف:

"توہم" عربی زبان کا لفظ ہے، جس کا مادہ "و،ھ،م (وہم) ہے، "وہم" عربی زبان میں بطورِ فعل اور اسم دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے، چنانچہ مصباح اللغات میں ہے:

وَهَمَ يَهِمُ فی الشئ: ایسی چیز کی طرف وہم جانا جس کا ارادہ نہ ہو۔الشئَ: خیال کرنا، تصور کرنا۔وَهِمَ يَوهَمُ وهما فی الحساب: غلطی کرنا، بھولنا۔وَهَّمَہ: وہم میں ڈالنا۔اَوهَمَ اِيهَاماً: وہم میں پڑنا، وہم میں ڈالنا۔۔۔اِتَّهَمَہ بكذا: تہمت لگانا، بدگمانی کرنا۔۔۔تَوَهَّمَ الامرَ: خیال کرنا، گمان کرنا۔۔۔اَلوَھمُ: دل میں جو خطرہ گزرے، ج: اَوهَام۔ [2]

لغت کے مشہور امام علامہ ابن فارسؒ نے بھی یہی معنی بیان فرمائے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

(وهم) الواو والهاء والميم: كلماتٌ لا تنقاس، بل أفراد. منها الوَهْم، وهو البَعير العَظيم. والوَهْم: الطَّريق. والوَهْم: وَهْمُ القَلْب. يقال: وَهَمْتُ أَهِمُ وَهْماً، إذا ذَهَب وَهْمي إليه. ومنه قياس التُّهمَةِ. وأَوْهَمْتُ في الحِساب، إذا تركت منه شيئاً. ووَهِمْتُ: غَلِطْت، أَوْهَم وَهَماً.[3]

اُردو زبان میں بھی یہ لفظ لغوی اعتبار سے اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ مشہور اُردو لغت فیروز اللغات میں ہے: توہم۔(ت۔وہ۔ہم)(ع۔ا۔مذ) وہم، وسواس، شک، گمان)۔[4]

توہم کی اصطلاحی تعریف:

جس چیز کا حقیقت میں کوئی وجود نہ ہو، اس کا وجود، یا جس چیز میں خاص تاثیر نہ ہو، اس میں خاص تاثیر کا اعتقاد رکھنا توہم پرستی کہلاتا ہے، بالفاظِ دیگر توہم پرستی کا مطلب خوف یا جہالت کی وجہ سے ایسے غیر عقلی عقائد پر یقین رکھنا جن کا شریعت میں کوئی وجود نہ ہو، جیسے پتھروں اور ستاروں کے مؤثر ہونے کا اعتقاد رکھنا۔

چترال میں پائے جانے والے توہمات:

پاکستان کے دیگر علاقوں کی طرح چترال میں بھی کئی طرح کے توہمات لوگوں میں پائے جاتے ہیں، بلکہ اگر دیکھا جائے تو یہاں پائے جانے والے توہمات کی فہرست دوسرے علاقوں کے مقابلے میں کافی طویل ہے، ذیل میں ان توہمات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1۔ چترالی معاشرے میں یہ تصور عام ہے کہ اگر ہتھیلی میں کھجلی / خارش ہو تو یہ کسی اچھی چیز کے ملنے کی علامت ہے، اس لئے کھجلی والی ہتھیلی کو بوسہ دے کر پیشانی سے لگایا جاتا ہے۔

2۔ اگر دائیں کان گرم ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ کسی نے تمہاری تعریف کی اور اگر بائیں کان گرم ہو تو کہا جاتا ہے کہ کسی نے تمہاری برائی کی۔

3۔ ناک کے اوپری حصہ میں یا لبوں میں اگر خارش ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ کسی مہمان کے آنے کی علامت ہے۔

4۔ بچوں کو زمین پر چھڑی مارنے سے منع کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کے بارے میں یہ تصور ہے کہ اگر کسی بچہ نے ایسا کیا تو اس کی ماں کا انتقال ہو گا۔

5۔ چترالی معاشرے میں یہ تصور بھی عام ہے کہ جس کی ماں زندہ ہو اس کو چاہیئے کہ سیکھ کا گوشت نہ کھائے ، اگر وہ یہ گوشت کھائے گا تو اس کی ماں کا انتقال ہو گا۔

6۔ کہا جاتا ہے کہ بچہ اگر جھک کر اپنے دونوں پیروں کے درمیان سے پیچھے کی طرف دیکھے گا یا بچہ کمرہ یا صحن وغیرہ کو جاڑو لگائے گا تو گھر میں کوئی مہمان آئے گا۔

7۔ کہا جاتا ہے کہ اگر لومڑی یا بھیڑیا رات یا دن کے وقت دھاڑے تو یہ یہ کسی کے مرنے کی خبر ہے۔

8۔ آنکھ کے پلکوں پر اگر کوئی چیز (ذرہ) لگ جائے تو کہا جاتا ہے کہ تمہیں کوئی کچھ دینے والا ہے کیونکہ "تہ پھاتوکا بار گانیتائی" (تمہارے پلکوں نے بار اٹھایا ہے)۔

9۔ چترالی معاشرے میں لوگوں کے چہروں اور پیروں سے شگون لینے کا بہت زیادہ رواج ہے، چنانچہ بعض لوگوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کے چہرے اور پیر اچھے ہیں اگر کہیں جاتے ہوئے وہ سامنے آئیں تو سفر اچھا ہو گا، اور بعض لوگوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ ان کے چہرے اور پیر اچھے نہیں ہیں، اس لئے سفر میں جاتے ہوئے ان کا سامنا نہیں کیا جاتا، اسی طرح صبح سویرے ان کے کسی دوسرے کے گھر جانے کو برا سمجھا جاتا ہے، چنانچہ اگر رات کو نیند نہ آئے تو کہا جاتا ہے کہ آج سویرے ضرور کوئی ایسا بندہ گھر آئے گا جو بُرے پیروں (شوم پونگی) والا ہو گا، اور پھر جو بندہ سویرے گھر آتا ہے اس کو بُرا بھلا بھی کہا جاتا ہے کہ تمہاری وجہ سے آج ہمیں نیند نہیں آئی۔

اس تصور کی بنیاد صرف تجربہ ہوتا ہے، اور کوئی عقلی یا نقلی دلیل لوگوں کے پاس نہیں ہوتی۔

10۔ سفر میں جاتے ہوئے گھر سے باہر نکلتے وقت بہت زیادہ احتیاط کیا جاتا ہے کہ کہیں کوئی ایسا شخص سامنے نہ آئے جس کے بارے میں مشہور ہو کہ وہ بدچہرہ (شوم موخی) ہے۔

11۔ چنگاری اگر کھڑی ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ گھر میں جھگڑا ہو گا۔

12۔ جوتے اگر ایک دوسرے کے اوپر آجائیں تو اس کو سفر میں جانے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح پیروں کے نچلے حصے میں اگر خارش ہو تو اس کو بھی سفر میں جانے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

13۔ بچے کے رخسار یا پیشانی یا پر سرمہ کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے تاکہ وہ نظر بد سے محفوظ رہے۔

14۔ آنکھ پھڑکنے کو کسی بُری خبر کی علامت سمجھا جاتا ہے، اس لئے عام طور پر اس کی خبر کسی کو دینے سے منع کیا جاتا ہے۔

15۔ چارپائی پر بیٹھنے کی حالت میں لٹکی ہوئی ٹانگوں کو ہلانے سے منع کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنے والے کی ماں کا انتقال ہو گا۔

16۔ لومڑی اگر راستہ کاٹ دے تو اس کو بہت اچھا شگون سمجھا جاتا ہے۔ اور کتے کے راستا کاٹنے کو برا شگون سمجھا جاتا ہے۔

17۔ کہا جاتا ہے کہ ٹوٹے ہوئے آئینہ میں دیکھنے سے عمر کم ہو جاتی ہے۔

18۔ چترالی معاشرے میں یہ توہم بھی پایا جاتا ہے کہ جو عورت بالوں کو بنانے کے لئے ٹوٹی ہوئی کنگی استعمال کرے گی اس کے شوہر کا انتقال ہو گا۔

19۔ کہا جاتا ہے کہ باورچی خانہ کو دروازے کی طرف جاڑو لگانے سے گھر سے دولت کا خاتمہ ہو گا اور غربت آئے گی۔

20۔ اگر چھینک آئے تو اس کو کسی کے یاد کرنے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

21۔ کہا جاتا ہے کہ درمیانی انگلی میں انگوٹھا پہنے سے بھائی کا انتقال ہو گا۔

22۔ کہا جاتا ہے کہ اگر دامن الٹ جائے تو یہ نئے جوڑے ملنے کی علامت ہے۔

23۔ چپل یا جوتے اتارتے ہوئے یا ویسے ہی اگر ایک دوسرے کے اوپر آجائیں تو اس کو سفر میں جانے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

24۔ نیلی آنکھوں والی عورت کو بے وفا اور سرخ عورت کو چالاک سمجھا جاتا ہے۔

25۔ ہچکی آنے پر کہا جاتا ہے کہ کوئی آپ کو یاد کر رہا ہے۔

26۔ ہاتھ اور پیروں کے ناخن کمرہ سے باہر نکل کر صحن یا لان میں جا کر کاٹے جاتے ہیں، اور کہا جاتا ہے کہ کمرہ میں ناخن کاٹنے سے بے برکتی گھر میں داخل ہوتی ہے، اور یہ کٹے ہوئے ناخن برکت اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

27۔ اگر کوئی بندہ دور کے سفر میں جا رہا ہو تو اس کے گھر سے نکلنے کے بعد گھر کو جاڑو نہیں دیا جاتا، اور کہا جاتا ہے کہ گھر میں جاڑو دینے سے وہ بندہ واپس کبھی نہیں آئے گا۔

28۔ چوکھٹ پر نہیں بیٹھنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنے سے گھر میں غربت آتی ہے۔

29۔ صبح سویرے اگر کوا بولے تو یہ کسی مہمان کے آنے کی علامت ہے۔

توہمات کے اسباب:

یہ جو توہمات ہمارے معاشرے میں عام ہیں، ان کی بنیادی طور پر تین وجوہات ہیں، اور یہ وجوہات عام ہیں، ان کا تعلق صرف چترال سے نہیں ہے، بلکہ یہ پورے پاکستان بلکہ برصغیر کا مسئلہ ہے، اور یہ وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ برصغیر میں چونکہ مسلمانوں اور ہندوؤں کا آپس میں تعلق عرصہ دراز سے رہا ہے، اور ہندوؤں میں یہ توہمات حد درجہ پائے جاتے ہیں، بلکہ ان میں بعض توہمات تو ان کے مذہب کا باقاعدہ حصہ ہیں، ہندوؤں کے ساتھ اس تعلق کی وجہ سے توہمات کی یہ بیماری مسلمانوں میں منتقل ہو گئی ہے، اگر خصوصی طور پر چترال کی

بات کی جائے تو یہاں توہمات کے زیادہ پھیلنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں کیلاش مذہب والوں کی حکومت رہی ہے، اور کیلاش مذہب کو اگر دیکھا جائے تو اس میں توہمات کو بڑا مقام دیا گیا ہے، اس طرح توہمات کی یہ بیماری کیلاش لوگوں سے یہاں کے مسلمانوں میں بھی منتقل ہو گئی ہے۔

2۔ دوسری وجہ میڈیا کا کردار ہے، سائنسی ترقی کے اس دور میں بھی آج تک الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا (ذرائع ابلاغ) میں ڈراونی جن و بھوتوں کی کہانیاں سچ کے طور پر عوام کو دکھایا جاتا ہے، ان فلموں، ڈراموں اور کارٹوز کو بار بار دیکھنے سے ایک تعلیم یافتہ انسان بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔

3۔ چترال میں توہمات کے پھیلنے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ یہاں کی دادیاں اپنے پوتوں اور پوتیوں کو سلاتے وقت ان کو جنوں، پریوں اور بھوتوں کی کہانیاں سناتی ہیں، پہلے تو یہ بہت ہی زیادہ تھا، اب اگرچہ پہلے کی نسبت میں اس میں کمی آئی ہے لیکن یہ عمل موجود ضرور ہے۔ جو بچہ توہمات سن سن کر بڑا ہوا ہو وہ نقوش اس کے ذہن سے کبھی نہیں مٹ سکتے۔

4۔ چوتھی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ آج ہمارا معاشرے اسلامی تعلیمات سے نابلد ہے، علماء کرام اور عوام کے درمیان گیپ ہونے کی وجہ سے ہر انسان خود میڈیا وغیرہ کے ذریعہ دین سیکھنے کی کوشش کرتا ہے، اور میڈیا میں تو توہمات کی بھرمار ہے، یوں وہ توہمات لوگوں میں لاشعوری طور پر سرایت کرتے ہیں۔

توہمات کی شرعی حیثیت:

اللہ تعالیٰ نے قیام تک انس و جن کی رہنمائی کے لئے جو دین اسلام نازل فرمایا ہے وہ ایک حقیقی دین ہے جو ہر قدم پر حقیقی طور پر انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ دین اسلام میں توہمات کو مکمل طور پر رد کیا گیا ہے۔ جناب محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے بھی لوگوں میں مختلف قسم کے توہمات عام تھے، آپ ﷺ نے ان تمام توہمات کی بیخ کنی فرمائی۔ مثلاً اہلِ عرب کا یہ نظریہ / عقیدہ تھا کہ چاند یا سورج پر گرہن لگنا کسی بڑی ہستی کی پیدائش یا وفات یا کسی قحط یا کسی طرف سے بڑے ظلم کی علامت ہے۔[5]۔ چنانچہ جس دن آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال فرما گئے اس دن سورج گرہن ہونے کی وجہ سے لوگوں کا یہ خیال ہوا کہ واقعی یہ حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے ہوا۔ تو آپ ﷺ نے لوگوں کے اس عقیدے کی تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا: إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ وَلَكِنَّهُمَا آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُرِيهِمَا عِبَادَهُ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الصَّلَاةِ۔[6]۔ ترجمہ: سورج اور چاند گرہن لوگوں میں سے کسی کی

موت یا کسی کے پیدا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا، البتہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے،، پس جب تم یہ دیکھو تو نماز کی طرف جلدی کرو"۔

اس حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے لوگوں کو سمجھا دیا کہ چاند، سورج گرہن اور دیگر موسمی تبدیلیاں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر دلالت کرتی ہیں، اور یہ تمام تبدیلیاں اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوتی ہیں، ان کا تعلق کسی انسان کے مرنے یا پیدا ہونے سے نہیں ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم لاَ عَدْوَى وَلاَ طِيَرَةَ وَلاَ صَفَرَ وَلاَ هَامَةَ.[7]۔ترجمہ: نہ کوئی مرض متعدی ہے، نہ بدشگونی (لینا درست) ہے، نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے، اور نہ ہی الو کا بولنا (درست) ہے۔

صحیح البخاری میں ہے: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الدَّارِ وَالْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ۔[8]۔ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر نحوست ہوتی تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی"۔اس حدیث کی تشریح میں حضرت مولانا احمد علی سہارنپوریؒ لکھتے ہیں: اثباته في هذه الاشياء على سبيل الفرض والتقدير اى لوكانت الطيرة لكانت في هذه الاشياء"[9]۔ترجمہ: ان تین چیزوں میں نحوست ہونے کا تذکرہ بطور مثال (فرض و تقدیر) کے ہے، مطلب یہ ہے کہ اگر نحوست ہوتی تو ضرور ان تین چیزوں میں ہوتی"۔یعنی نحوست نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحبؒ لکھتے ہیں کہ چوکھٹ میں بیٹھنے سے غربت نہیں آتی ہے یہ غلط ہے ایسا نہیں ہوتا ہے، اور صبح کے وقت کوے کی بول سے مہمان کی آمد یہ بدشگونی ہے یہ سارے اغلاط العوام ہیں، تلوے میں خارش یا آنکھ پھڑکنے سے کوئی خوشی نہیں ملتی ہے یہ ساری کی ساری لغو اور فضول باتیں ہیں ان کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔[10]

خلاصۂ بحث:

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ اس کائنات میں قادر مطلق ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے، اس کی مرضی کے بغیر نہ کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ کوئی نقصان پہنچاسکتا ہے، اس کائنات کی کوئی بھی چیز مؤثر بالذات نہیں ہے۔ یہ توہمات صرف اور صرف اغلاط العوام ہیں، نہ یہ دین اسلام کی رُو سے درست ہیں اور نہ عقل سلیم ان کو تسلیم کرتی ہے۔ اس لئے ان سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مصادر و مراجع

[1] ایڈورڈای آلیور پٹھان اور بلوچ اردو ترجمہ ایم انور رومان، نساء ٹریڈرز، کوئٹہ، 1984ء، ص:17

[2] ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، دارالاشاعت کراچی، 1997ء، ص:970، مادہ: وھم

[3] ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا، معجم مقاییس اللغۃ، اتحاد الکتاب العرب، بیروت، 2002ء، ج:6، ص:114

[4] مولوی فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، 2010ء، ص:392، مادہ: توہم

[5] محمد قطب الدین دہلوی، مظاہرِ حق جدید شرح مشکوٰۃ المصابیح، دارالاشاعت کراچی، 2009ء، ج:1، ص:933

[6] امام بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، ج:2، ص:39، رقم:1058

[7] امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد، دارالکتاب العربی، بیروت، س۔ن، ج:4، ص:24، رقم:3913

[8] امام بخاری، محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، ج:7، ص:8 رقم:5094

[9] احمد علی سہارنپوری، حاشیۃ مشکوٰۃ المصابیح، مکتبہ لودھیانوی، کراچی، ج:2، ص:285

[10] تھانوی، اشرف علی تھانوی، اغلاط العوم، ادارۃ المعارف کراچی، ص:97